

(تصہیحات)

فتاویٰ کرام

۲۔ کچھ عرصہ سے شریعت بل کی بازگشت کو ایک عرصے کے بعد دوبارہ محسوس کورہے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم شریعت بل کے بارے میں بات کریں ہم کو شریعت بل کے حرکات و سرکات اور ان کے نظریات کا جائزہ لینا چاہیے۔ شریعت بل کے بہت سے دوسرے حرکات میں سے ایک بلاخرک جو کہ سابق حکومت کے دور میں پیش کیا گیا ایک سیاسی محرک تھا کہ جناب صدر اپنے عہد اقتدار کو طوالت دینے کے لیے بعض علماء زکوٰۃ کا سہارا لینا چاہتے تھے۔ اور اس فن میں چونکہ قرآن و سنت سے ان کو معاونت نہ مل سکتی تھی اس لیے انہوں نے ان اجتہادات کو استعمال کرنا چاہا جو کہ عہد ملوکیت میں بھی حکمرانوں کے عہدوں کو طوالت دینے کے لیے استعمال ہو کر رہے ہیں لیکن اس دور میں قرآن و سنت کا علم اٹھائے ہوئے لوگوں نے بالعموم اور والد محترم نے بالخصوص اس ملک میں جو کہ قرآن و سنت کے نام پر حاصل ہوا تھا میں کسی بھی قسم کے اجتہاد یا فقہ جو نص قرآن و سنت کے خلاف ہو ماننے سے انکار کر دیا چونکہ بابا کی آواز ملک میں ایک موثر آواز تھی اس لیے یہ بل اختلافی ہونے کے باعث منظور نہ ہو سکا۔

بل کے محرکین اس بل کے ذریعے درحقیقت سابقہ حکومت کو طوالت دینے سے زیادہ تقلید شخصی کے حوالے سے ایک مخصوص فقہ کہ جس کے وہ پیروکار تھے نافذ کرنا چاہتے تھے جس کا اظہار اس شق میں کیا گیا ہے

» قرآن و سنت کی تعبیر اور تشریح کرتے وقت مسلمہ فقہاء کے اجتہادات اور انکار کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا«

حالانکہ رب العالمین نے اپنی کتاب میں کہا ہے (اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي علاوہ انہیں اجتہاد کو چند فقہات تک محدود کر دیا گیا ہے حالانکہ اس کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور اسی شق میں چھپے ہوئے

مقلدین کے عزائم کو علامہ شہید نے بے نقاب کیا جو کہ اس جگہ ہم
باقی متنازع شقوں کا ذکر بوجہ طوالت کرنے سے تاخیر میں اس لیے
مختصراً اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اس قسم کی شقوں کی موجودگی میں
ہم اس بل کی مخالفت کرتے رہیں گے بلکہ براہل حدیث کو اس بل کی
مخالفت کرنی چاہیے۔

ابتسار الہی ظہیر

شریعت بل متن تبصرہ جائزہ مختصراً

متن = ہر گاہ کہ قرار داد مقاصد پاکستان میں شریعت کو بالادستی عطا کرتی ہے، دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء کے مستقل حیثیت سے شامل کر لیا گیا ہے۔ اور ہر گاہ کہ مذکورہ قرار داد مقاصد کے اغراض کو بروئے کار لانے کیلئے ضروری ہے کہ شریعت کے فی الفور نفاذ کو یقینی بنایا جائے لہذا حسب ذیل قانون بنایا جائے۔

تبصرہ = گویا کہ مگر قرار داد مقاصد نہ ہوتی تو پاکستان میں شریعت کے نفاذ کیلئے کسی چیز بنیاد نہیں بنایا جاسکتا تھا۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ نفاذ شریعت کی بنیاد رضائے الہی کے حصول کو بنایا جاتا کہ یا رضائے الہی کے حصول کی خاطر نفاذ شریعت کا یہ قانون بنایا جائے۔ حکم الہی کی بجائے قرار داد مقاصد کو نفاذ شریعت کی بنیاد بننا کہ کیا اللہ و رسول کے غضب کو دعوت نہیں دی گئی؟

متن = شریعت کی تشریح و تفسیر کرتے وقت قرآن و سنت کی تشریح و تفسیر مسئلہ اصول و قواعد کی پابندی کی جائے گی اور راہنمائی کیلئے اسلام کے مسئلہ فقہاء کی تشریحات و اور آراء کا لحاظ رکھا جائے گا۔

تبصرہ اولاً تو اس میں یہ ابہام ہے کہ سنت سے مراد کیا ہے؟ کیا شیعہ کی کتب حدیث ۶۶ اصول کافی اور سنن لا تحضرہ الفقہ وغیرہ سنت کے مفہوم میں شامل ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی وضاحت کیوں نہیں کی گئی اور اگر ہیں تو ان کتب کو سنت میں شمار کر کے سنت کی توہین کا ارتکاب نہیں کیا گیا؟

ثانیاً: مسئلہ اصول و قواعد میں کیا احکام و اذکار رضائے الہی کے لئے

شامل ہے نیز کیا سنت کے مفہوم ہی قول رسول اور فعل رسول کو متوازی حیثیت حاصل ہے جیسا کہ اہل حدیث کہتے ہیں، یا نہیں (جو کہ اصناف کا نقطہ نظر ہے) نیز کیا خبر واحد حجت ہے یا نہیں؟
جواب خواہ اثبات میں ہو یا نفی میں متنازع اصول و قواعد کو مسئلہ کیوں کہ دیا گیا ہے؟

ثالثاً سنت کی تشریح میں فقہاء کا ذکر تو موجود ہے محدثین کا کیوں نہیں؟
مفتی سے مراد شریعت ہے کما حقہ واقف وہ مسلمان عالم ہے جو کسی باقاعدہ دینی پیر سے کا سند یافتہ اور تخصص فی الفقہ کی سند حاصل کر چکا ہو
مختصرہ تخصص فی الفقہ کیوں؟
مفتی اگر سوال کا تعلق کسی ایسے مسئلے سے ہو جو دستور کے تحت ففاتی شریعت کورٹ کے دائرہ اختیار سے باہر ہو تو عدالت امر نتیجہ طلب کو عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے حوالے کر دے گی
قارئین بل کے اس حصے پر غور فرمائیں یعنی دستور کے مطابق جو مسائل یعنی عائلی قوانین - انشورس اور مالی معاملات وغیرہ شرعی عدالت کے دائرہ

اختیار میں نہیں آتے وہ ہائی کورٹ کے سپرد کر دیتے جاتے ہیں جن کا فیصلہ اپنی صوابدید کے مطابق کرے گی - اس میں ہائی کورٹ کی شرعی عدالت پر بالادستی تسلیم کی گئی ہے نصف شرعی مسائل کو اسلام سٹائز کرنے کی شرعی عدالت کو اجازت نہیں دی گئی ان کا فیصلہ کرتے وقت شریعت کی پابندی ضروری نہیں یعنی بل کے تسلیم ہو جانے کے باوجود بھی بیوی طلاق کا حق حاصل کر سکتی ہے اور خاوند بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتا ہے جیسا کہ نکاح فارم میں مرقوم ہے - اس قسم کے غیر اسلامی قوانین کو بل کے منظور ہو جانے کے بعد بھی اسلامی نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ یہ شرعی عدالت کے دائرہ اختیار میں